اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

مصباح

زنانہ اخبار
مہینے میں دو بار

نمبر ۲۴ جلد ۱۰

چندہ سالانہ دو روپے ششماہی ۱ر

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: قاضی محمد ظہور الدین اکمل

یکم دسمبر ۱۹۳۶ء — ۱۵ ر رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
نظم	۲	
مصباح کی دسویں جلد کا اختتام	۳-۴	ایڈیٹر
درس القرآن	۵-۶	سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
یٰسین حفظ کریں	۶-۷	حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب پنشنر سول سرجن۔
تکبر	۸-۹	محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ۔
بچوں کی پرورش	۱۰-۱۳	جناب کوکب صاحب۔
غیبت	۱۴-۱۵	محترمہ صفیہ سلطانہ بیگم صاحبہ
شذرات، اشتہار پھول	۱۵-۲۰	

به یاد قادیان

(محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ شمیم از منجان برھما۔)

قادیاں جنت نشاں دار الاماں | میں ترے قرباں ہر آں ہر زماں
نُور ہے دُنیائے دِل پر حکمراں | اور سدا بڑھتی رہے یہ عزّ و شاں

تیری دُنیا پر ضیا پاشی مُدام
ہاں! پلاتا رہ ہدایت کے یہ جام

اے ترے صدقے بُھلایا کیوں مجھے؟ | دِل سے اپنے اُف! اُٹھایا کیوں مجھے
ہائے فرقت میں رُلایا کیوں مجھے | اپنی نظروں سے گرایا کیوں مجھے

کچھ بتا آخر وہ کیا تقصیر ہے
جس کے بدلے میں مجھے تعزیر ہے

تیرا نامِ پاک اے جانِ جہاں | قلب کی تسکین اور رُوحِ رواں،
آستانِ پاک پر پیر و جواں | جھک رہے ہیں، ہو رہے ہیں کامراں

میں مگر رنجُور ہوں مہجُور ہوں!
اُف تری خدمت سے کوسوں دُور ہوں

کونسا ایسا ہوا مجھ سے قصُور | کر دیا قدموں سے اپنے تُونے دُور
کیوں پڑا قسمت میں آخر یہ فتور | کس لئے فرقت سے ہوں میں چُور چُور

تیرا فیضِ عام ہے سب کے لئے
ہجر کے صدمے ہیں کیوں میرے لئے

صبر دلمیں تاب فرقت بھی نہیں | اور گویائی کی ہمّت بھی نہیں!
ہوں بہت مجبُور صحّت بھی نہیں | کیا ترے دِل میں مُروّت بھی نہیں

کاٹ دے مجبُوریوں کے مرحلے
اور لگا لے پیار سے اپنے گلے

اپنے پہلو میں جگہ کر دے عطاء | اور آئے دن کی یہ کلفت مٹا
کھول دے آغوشِ اُلفت اب ذرا | اور کر وُصلت عطا۔ نامِ خدا

توڑ دے گردش کی زنجیریں تمام
تا شمیمِ مضطرب ہو شاد کام

212

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مصباح

قادیان دار الامان مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۶ء

مصباح کی دسویں جلد کا اختتام

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس نمبر پر مصباح کی دسویں جلد کا بخیر و خوبی و خوش اسلوبی اختتام ہوا۔ اور مصباح نے گیارھویں سال میں قدم رکھا۔ جو کچھ ہوا خدا کے فضل سے ہوا۔ اور جو آئندہ ہوگا وہ بھی اس کے فضل کے ماتحت اس کی دی ہوئی توفیق سے بلا کسی سرمایہ کے متوکلاً علی اللہ یہ اخبار جاری کر دیا گیا تھا۔ اور خواتین جماعت احمدیہ نے اسکی مالی اور قلمی امداد کی جس سے اخبار اس درجہ تک پہنچا۔ کہ پہلے صرف ۸ یا ۱۲ صفحے کی تجویز تھی۔ رفتہ رفتہ اسے بیس اور چوبیس صفحے حجم تک پہنچایا گیا۔ اور دوران سال میں دو یا تین رسالے مفت میں مہیا کئے گئے۔ چنانچہ گو مجھے ایک سہ ماہی کام کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ جیند روحانی بیماریوں کا علاج ایک رسالہ پسندیدہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ شایع کیا گیا۔ جو اپنے مضامین و مطالب کے لحاظ سے بالکل نیا ہے۔ اس سے پہلے خلق محمدی نام سے ایک منظوم رسالہ ایک ہی نمبر میں شایع کیا جسمیں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے متعلق تمام تاریخی واقعات جمع کر دئے گئے ہیں۔ اور جو بچے بچیوں کے لئے از حد مفید و موجب اضافہ معلومات دینیہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس سال درس القرآن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بالالتزام شایع کیا جاتا ہے۔ جو ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اگرچہ صحیح صحیح اس درس کا نوٹ کرنا نو مشق لڑکیوں سے دشوار ہے۔ تاہم جو کچھ میسّر ہو سکتا ہے وہ ناظرات مصباح کے پیش کر دیا جا رہا ہے۔ ان دو کے علاوہ خواتین کی دینی دنیوی اصلاح کے مضامین حتے الامکان بہتر سے بہتر مہیا کر کے چھاپے جاتے رہے۔ چنانچہ ہندوستان میں عورتوں کی رفتار ترقی کے چھ نمبر نکالے گئے۔ واقعات و حوادث و عجائبات کا ایک انمول ذخیرہ پیشکش ہو چکا ہے۔ غرض اخبار کو ہر طرح دلچسپ بنانیکی سعی رہی مگر اکیلا ایڈیٹر کیا کر سکتا ہے۔ اصل میں تو یہ اخبار خواتین کا ہے۔ اس لئے خواتین کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے لئے اپنی ضرورت کے مطابق اپنے مذاق و پسند کے مضامین لکھیں اور شایع کرائیں۔ جو خواتین تعلیم یافتہ ہیں ان کا فرض ہے۔ کہ وہ مضامین

مرتب کر کے بھیجتی رہیں۔ ہم سب سے اول انکو جگہ
دینے کے لئے طیار ہیں۔ اور کسی مرد کا مضمون تو بحالت
مجبوری اور نہ ہونے کسی نسوانی مضمون کے شائع کیا
جاتا ہے۔ مردوں کے اور بہت سے اخبار ہیں
بس خواتین اپنے اخبار میں کسی دوسرے کو لکھنے
کا موقعہ کیوں دیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ہماری مشاق
مضامین نگار خواتین کی توجہ اس طرف بہت کم ہے۔
وہ صرف اتنا کہکر اپنے فرض سے سبکدوش ہو
جاتی ہیں۔ کہ مضامین کچھ اچھے نہیں ہوتے۔ یا
مصباح کا کاغذ وغیرہ عمدہ نہیں۔ لیکن اس کے
اخراجات کا خیال نہیں۔ کہ وہ کہاں سے آئیں۔
میں نے پچھلے دنوں ایک سرسری فہرست شایع کر کے
بتایا تھا کہ قریبًا ایک ہزار روپیہ چند سالوں کا بقایا
ہے۔ جو خریداران مصباح کے ذمہ ہے۔ اگر یہی
وصول ہو جائے تو اخبار کی حالت اچھی ہو سکتی
ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ باوجود کئی مرتبہ اطلاع
دینے اور خطوط لکھنے کے وی پی کرنے پر ساٹھ
فیصدی وی پی انکاری ہو کر واپس آ گئے۔ جس سے
فنڈ پر اور بھی زیر باری ہوئی۔ کیونکہ ۳/ تو ہر وی پی
پر رجسٹری کا خرچ لازمی طور پر ہوتا ہے۔ اگر
مصباحی بہنیں بذریعہ منی آرڈر چندہ بھیجدیا کریں
تو یہ نقصان تو نہ ہوا کرے۔ پھر یہ جو بقایا دار
ہیں۔ اگر خوش معاملہ مصباحی بہنیں ان کو مقامی
طور پر تحریک کریں کہ مصباح کا بقایا ادا کر دیں
تو بڑی مہربانی ہو اور فنڈ کو تقویت حاصل ہو۔

مجبور ہو کر ہم دو سالہ بقایا والے خریداروں کے
نام سے اخبار بند کر دیتے ہیں۔ اس طرح پر گو
بقایا وصول نہیں ہوتا۔ مگر آئیندہ کے لئے زیر باری
بھی نہیں ہوتی۔ اس طریق سے خریدار کم ہو جاتے
ہیں اور آمد خرچ سے بہت کم ہوتی جاتی ہے۔
اِس لئے خیر خواہانِ مصباح کی خدمت میں گذارش
ہے۔ کہ وہ ایک دفعہ ہمّت کر کے مصباح کے
خریداروں کی تعداد ایک ہزار بنا دیں تاکہ یہ اخبار
اپنے قدموں پر چل سکے۔ اس سال مالی لحاظ سے
بہت دقت پیش آتی رہی۔ اور ابھی بہت سا
قرضہ واجب الادا باقی ہے۔ اِس لئے ضروری
ہے۔ کہ بقایا دار بقایا ادا کریں۔ اور جو خریدار
بنیں۔ وہ پیشگی قیمت ادا کر کے خریدار بن جائیں
اور رفتہ رفتہ ہمیں اِس قابل بنا دیں۔ کہ مصباح
پندرہ روزہ سے ہفتہ وار ہو جائے۔ جیساکہ
ہماری تجویز اور خواہش ہے۔ احمدی خواتین
کا کم از کم ایک ہفتہ وار اخبار ہونا نہایت ضروری
ہے ؛

خریدارانِ افریقہ توجہ فرمائیں

جن خریداران مصباح بیرون ہند نے تا حال
چندہ نہیں بھیجا۔ یا جن کا چندہ ختم ہے۔ یا جن
کی فہرست اسماء بابت بقایا مصباح یکم نومبر میں
چھپ چکی ہے وہ مہربانی فرما کر ۵ — ۳ روپیہ سالانہ
یعنی پانچ شلنگ کے حساب سے چندہ بھجوا دیں ؛

درس القرآن

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

(سورہ دہر پارہ ۲۹ رکوع ۲)

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝

اِنَّمَا حصر کے لئے آتا ہے۔ اس کا اصل یہ ہے۔ کہ اِنَّمَا کی جگہ اِنْ اور اِلَّا رکھ دیں۔ اِنْ جملے کے پہلے حصے پر اور اِلَّا دوسرے حصے پر یعنی اِنْ نُطْعِمُكُمْ اِلَّا لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا۔ یعنی ہم تم کو کھانا نہیں کھلاتے مگر محض اللہ کی رضاء کے لئے۔ یعنی ہم سے خدا خوش رہے۔ ہم تم سے نہ بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ آجکل کے لوگوں کے آگے شکریہ تو کیا چیز ہے۔ وہ تو بدلہ چاہتے ہیں۔ حالانکہ حق یہ ہے۔ کہ مومن دے اور یہ خیال نہ کرے۔ کہ اس نے کچھ دیا ہے۔ کیونکہ وہ تو خدا کے لئے دیتا ہے۔ بندے سے بدلے یا شکر کا خیال نہ رکھے۔ ایسا ہی لینے والے کیلئے ہدایت ہے۔ کہ وہ سوال سے بچے۔ لیکن یہاں پر دو قسم کی حالتیں ہیں۔ غرباء مانگنے کے عادی ہیں۔ اور امراء جو ہیں شکریہ کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ لینے والا شکریہ ادا نہ کرے۔ ہاں دینے والے کیلئے یہی ضروری ہے۔ کہ وہ اس امید میں نہ رہے۔ اسلام فرماتا ہے۔ کہ جب کوئی تمہیں کچھ دے تو تم کہو جزاکم اللہ۔

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝

ہم ڈرتے تھے اپنے رب سے اسدن کے عذاب سے۔

عَبُوْسًا۔ جو عبوس ہوگا جس کو تیوری چڑھی ہوئی ہے۔ اور قَمْطَرِيْرًا جسمیں بہت سختی ہو۔ جس کا عذاب لمبا اور سخت ہوگا۔ ایسا دن جو بندوں سے ناراض اور بہت سخت ہے۔ خواہ وہ دنیاوی عذاب کا دن ہو یا قیامت کا۔

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝

اللہ تعالیٰ بچائیگا ایسے لوگوں کو اُس دن سے اور ان کو ملا دیگا۔ لَقّٰهُمْ۔ ان کو ملا دیگا۔ لَقِيَ۔ ملنا۔ لَقّٰى۔ ملا دیا۔ محاورے میں ملا دیگا۔ نَضْرَةً۔ تازگی۔ رونق۔ شادابی۔ خوشی۔ سرور۔ یعنی ان کو عذاب سے بھی بچالیگا۔ اور ایسا سلوک کریگا کہ ان کے چہرے پر رونق اور بشاشت کے نشان ہونگے۔ ان کو سرور اور شادابی بخشیگا۔ ایسی شادابی بخشے گا۔ کہ ان کی پیشانیوں سے ٹپکے گی۔ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝

اور اللہ تعالیٰ نے بدلہ دیا ان کو بوجہ اس کے کہ وہ نیکیوں پر قائم رہے۔ صبر صدمے کے

اظہار سے رک جانیکو کہتے ہیں۔ جو نماز پر قائم ہو جاتا ہے اور کوئی ناغہ نہیں کرتا۔ تو عربی زبان میں اس کو صابر کہتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے باوجود حرص دلائے جانیکے امانت میں خیانت نہیں کی اس کو صابر کہتے ہیں۔ صرف ان کو بدلہ دیا جائیگا۔ جو استقلال سے ان پر قائم رہینگے۔ اور ناغہ نہیں کرینگے۔ صَبَرُوا کا مستحق صرف ایک چیز بناتی ہے۔ کہ وہ ناغہ نہ کرے۔ ایک ناغہ بھی اس کو خراب کر دیتا ہے۔ دو قسم کے انعام بیان فرمائے ہیں۔ تازگی۔ خوشی۔ تازگی اندرونی۔ خوشی بیرونی۔ انعام کا کمال یہ ہوتا ہے۔ کہ ذاتی انعام بھی ہو اور خوشی بھی ہو۔ عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی خوشی ہو۔ سُرُوْرًا۔ دوستوں۔ عزیزوں۔ رشتہ داروں کی خوشی۔ نَضْرَةً۔ ذاتی خوشی۔ حَرِیْرًا۔ ریشم۔ جَنَّةً۔ سایہ دار جگہ۔ باغ کو بھی جنت اس لئے کہتے ہیں۔ ریشم انسان کے جسم کے ساتھ لگتا ہے۔ جنت میں چیزیں جو ملتی ہیں۔ وہ روحانی قسم کی ہیں۔ دنیاوی قسم کی نہیں۔ اگلے جہان کا عالم روحانی ہے جسمانی نہیں۔ سایہ ارد گرد کی جگہ کو ٹھنڈا بناتا ہے۔ مطلب یہ کہ قریب بھی۔ آرام اور ارد گرد بھی۔ اَرَائِکَ۔ اَرِیْکَۃ۔ وہ پلنگ جن کے ارد گرد کٹہرا لگا ہوا ہو۔ ایسے پلنگوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہونگے۔ جن کے ارد گرد کٹہرا لگا ہوا ہوگا۔ تخت۔ (باقی پھر)

ہمارے سلسلہ کی ہمت والی لڑکیاں اور عورتیں سورۃ یٰسین ضرور حفظ کریں

(از حضرت میر محمد اسماعیل صاحب)

قرآن مجید کا کونسا حصہ ہے۔ جو پڑھنے اور یاد کرنے کے لائق نہیں ہے۔ مگر بعض حصے بعض خاص ضروریات کی وجہ سے خاص توجہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی مسلمان بھی نہ ہوگا جسے کم از کم سورہ فاتحہ سورہ اخلاص یا ایک دو اور چھوٹی سورتیں حفظ نہ ہوں۔ ورنہ روزانہ نماز کیونکر پڑھی جائے۔ اسیطرح آیت الکرسی۔ اور بعض دعائیں ہیں۔ جو اکثر لوگوں کو یاد ہوتی ہیں۔ پھر اس سے بڑھیں تو کچھ حصہ آخری سیپارہ کا اور کچھ مشہور رکوع مثلاً سورہ بقرہ کا آخری رکوع یا سورہ جمعہ یا سورہ صف کا دوسرا رکوع۔ غرض اپنے شوق اور ذوق اور وسعت کے مطابق کچھ حصہ مردوں اور عورتوں کو کلام الٰہی کا ضرور حفظ ہوتا ہے۔ اسی ضمن میں بعض لوگ پنجسورہ یعنی پانچ بڑی سورتیں جو اکثر چھپی ہوئی ملتی ہیں حفظ کر لیتے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ ایک سورۃ ہے جسے سورہ یٰسین کہتے ہیں۔ وہ ایسی سورۃ ہے۔ جو قرآن مجید کا دل ہے۔ اور جو سخت تکالیف کے وقت یا سخت کرب و اضطراب کے

214

وقت یا وفات کے قریب زندگی کی آخری گھڑیوں میں مرنے والوں کو سنانے کا حکم ہے۔ اور جب کسی مسلمان کے گھر میں ایسا حادثہ ہونے کو ہوتا ہے۔ تو اگر وہ ذی علم لوگ ہیں۔ تو خود ہی اُسے پڑھتے ہیں۔ مگر کوئی پڑھا ہوُا موجود نہ ہو اور رات کے وقت ایسی ضرورت پیش آئے تو لوگ کنڈیاں کھڑکا محلہ میں سے یٰسین پڑھنے والے کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ پھر ایسے گھر میں تو بڑی ہی مصیبت معلوم ہوتی ہے۔ جہاں مثلاً مرنے والے کے پاس سوائے اس کی عورت کے کوئی دُوسرا تیمار دار نہ ہو۔ اور اگر بچے ہوں تو وہ چھوٹے چھوٹے ہوں۔ اور پڑے سو رہے ہوں۔ ایسے نازک وقت میں وہ بچاری بی بی مرنے والے کے پاس بیٹھے یا محلّہ میں یٰسین خوان کی تلاش کرتی پھرے۔ مَیں نے ایسے موقعہ پر بعض دفعہ یٰسین پڑھنے کی دقت خود دیکھی ہے۔ اور اسی لئے یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ ہماری عورتیں جہاں اور حصے قرآن مجید کے علم اور ثواب کی خاطر یاد کرتی ہیں، وہاں یٰسین بھی یاد کر لیا کریں۔ تاکہ اپنے گھر اور اپنے عزیزوں بلکہ غیروں کے لئے بھی کسی سخت مصیبت کے وقت کام کام آسکیں۔ بیماری، اضطراب، اور موت فوت ایک ناگزیر امر ہے۔ اور آدھی یا پچھلی رات کے وقت باہر سے غیر مرد کو بُلا کر یہ سورۃ سُنوانا گھر والوں کے لئے بھی موجب اذیت ہے پس اگر ہر عورت نہ کر سکے۔ تو گھر میں کم از کم ایک لڑکی یا عورت تو ایسی ضرور ہونی چاہیئے۔ جو اس حصہ قرآن کی حافظ ہو :

پھر صرف مرنے والوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مصیبت اور سخت کرب اور بیماری کے وقت بھی یہ سورۃ بڑی تسکین دہندہ ہے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اسے صرف وفات پانیوالوں کے لئے ہی مخصوص نہ رکھا جائے۔ بلکہ ہر کرب اور ہر تکلیف کے وقت اِس قلبی تسکین حاصل کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور اسی طرح وہ خوف دُور ہوگا۔ جو لوگوں میں اس سورۃ کے متعلق پیدا ہو گیا ہے۔ سو عادت کرلو۔ اس بات کی۔ کہ موت کے علاوہ بھی جب کوئی تکلیف اور اضطراب اور بیماری اور ابتلاء اور نقصان تمہیں پہنچے۔ تو اس سورۃ کو پڑھا کرو یا سُنا کرو۔ اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بھی۔ تاکہ تمہارے دِل سے اس کا خوف اور مخفی نفرت نکل جائے۔ اور اس کے معانی پر غور کرکے تمہارے دِل میں بھی خدا تعالےٰ کی محبت پیدا ہو : آمین

مصباح کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر احمدی خاتون کا فرض ملّی ہے : (مینیجر)

تکبّر

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

رابرٹ شاہ سسلی بڑی شان و شوکت کے ساتھ اپنے امراء سمیت گرجے میں عبادت کے لئے گیا ہوا تھا۔ اسی اثناء میں جب وہ عبادت کر رہا تھا۔ اسکے کانوں میں پادریوں کے گانے کی آواز آئی۔ جسمیں ایک فقرہ ایسا تھا۔ جو بار بار آتا تھا۔ گانا چونکہ لاطینی زبان میں تھا۔ اسلئے وہ سمجھ نہ سکا۔ اور ایک آدمی سے جو اس کے نزدیک تھا۔ اس فقرے کا مطلب پوچھا۔ اُسنے بتایا کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا جسے چاہے خواہ وہ کتنا بڑا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو، ذلیل کر سکتا ہے اور کئی بار ایسا ہو بھی چکا ہے ؂

جس کو چاہے تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے وہ
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار

بادشاہ یہ سُنتے ہی غصے سے لال پیلا ہو گیا کہ ان کی کیا مجال تھی جو میری موجودگی میں ایسا شعر پڑھتے۔ چنانچہ اس طیش کی حالت میں کھڑے ہو کر کہا۔ "دُنیا کی کوئی طاقت مجھے میرے تخت سے جُدا نہیں کر سکتی" فقرہ ختم کرنے ہی پایا تھا۔ کہ ایک جمائی آئی اور وہیں دُنیا و مافیہا سے بیخبر سو گیا۔ جب اُٹھا تو گرجے میں چاروں طرف اندھیرا گھپ تھا۔ وہ ٹٹولتا ہوا مقفل دروازے کی طرف لپکا، اُسے زور سے کھٹکھٹایا اور لوگوں کو گالیاں دینے لگا۔ یہ شور و غل سُن کر گرجے کے چپڑاسی نے دروازہ کھول دیا۔ تو وہ نکلکر بھاگ گیا۔ چپڑاسی نے خیال کیا۔ کہ کوئی آوارہ بدمعاش ہوگا۔ کیونکہ نہ اُس کے سر پر تاج تھا، اور نہ جسم پر شاہانہ لباس۔ اسی حالت میں وہ گرتا پڑتا محل میں پہنچا۔ اور تمام کمروں میں سے پھرتا پھراتا بڑے ہال میں داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک فرشتہ صورت انسان اس کا لباس اور انگوٹھی پہنے ہوئے تخت پر بیٹھا ہے۔ یہ کوئی فرشتہ معلوم ہوتا تھا۔ جس نے بادشاہ کو سبق دینے کے لئے ایسا کیا۔ رابرٹ تھوڑی دیر تک حیران ٹکٹکی باندھکر فرشتے کیطرف دیکھتا رہا۔ تب فرشتہ نے اُس سے پُوچھا، کہ وہ کون ہے۔ اور یہاں کیوں آیا ہے۔ اُس نے سخت غصّہ کے لہجہ میں کہا۔ کہ وہ بادشاہ ہے۔ اور اپنا تخت و تاج لینے کے لئے آیا ہے۔ اسپر تمام درباری تلواریں کھینچکر اسکی طرف لپکے۔ مگر فرشتہ نے اُنہیں روکا۔ اور مُسکراتے ہوئے رابرٹ کو بتایا۔ کہ وہ بادشاہ نہیں بلکہ بادشاہ کا مسخرہ ہے۔ اور کہا کہ میں تمہیں ٹوپی گھنٹی اور بندر دلوا دوں گا۔ اور اسے ایک قہقہے کے ساتھ ہال سے باہر نکال دیا گیا ؛

رابرٹ جب سویا تھا، تو اس کا خیال تھا کہ

یہ تمام نظارہ جو وہ دیکھ رہا ہے، خواب ہے۔ مگر جب اُٹھا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ وہ سچ مچ ہی اصطبل میں گھاس کے بستر پر پڑا ہے۔ پاس ہی ایک ٹوپی رکھی ہے۔ اور ایک کونے میں بندر دبکا بیٹھا ہے۔ اسی طرح دن گزرتے گئے۔ رابرٹ کو اس کے بندر سمیت دربار میں لایا جاتا۔ اور خوب ہنسی اڑائی جاتی۔ لیکن پھر بھی فرشتہ جب کبھی اسے پوچھتا۔ کہ وہ کون ہے۔ تو وہ نہایت تکبّر سے ڈٹ کر جواب دیتا۔ کہ مَیں بادشاہ ہوں۔ تین سال اسی طرح گزر گئے۔ ایک دن اس کے بھائی کے جو کہ اٹلی کا بادشاہ تھا۔ ایلچی آئے۔ اور کہا کہ اس کے بھائی پوپ اربن نے انہیں چھٹی کا ہفتہ روم میں گذارنے کی دعوت دی ہے۔ فرشتہ نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ اور اپنے درباریوں اور رابرٹ سمیت روانہ ہو گیا۔ اور ہنسی خوشی روم پہنچ گئے۔ وہاں پوپ اربن اور اسکے بھائی داسمنڈ نے بہت خوشی سے ان کا استقبال کیا۔ وہاں بھی رابرٹ سے نہ رہا گیا۔ اور اپنے آپ کو بادشاہ ظاہر کرنے کی آخری کوشش کر ہی ڈالی۔ وہ لوگوں کو پیچھے ہٹاتا ہوا آگے بڑھا۔ اور اپنے دونو بھائیوں سے کہا۔ کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ مَیں آپکا بھائی رابرٹ شاہ سسلی ہوں۔ یہ شخص تو دھوکہ باز ہے اور اس نے میرا تخت چھین لیا ہے۔ لیکن اس کی بات کا جواب ایک زور کے قہقہے کے ساتھ دیا گیا۔ اور وہاں سے دھکیل کر نکال دیا گیا۔

روم کے حالات نے رابرٹ میں ایک تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ جب وہ تمام واپس سسلی آئے۔ تو فرشتے نے پھر اس سے پوچھا کہ کیا تم بادشاہ ہو۔ تو اس نے نہایت سنجیدگی اور عاجزی سے جواب دیا۔ مَیں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مَیں تو ایک گنہگار ہوں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ فرشتہ نے جب دیکھا کہ اب یہ راہ راست پر آچکا ہے۔ تو اس کا تاج و تخت اُسے واپس کر دیا چنانچہ وہ دوبارہ بادشاہ بن گیا مگر اب وہ پہلے کا سا رابرٹ نہ تھا۔ اب تکبّر اس میں نام کو نہ تھا۔ اور رعایا اُس سے بہت خوش تھی۔

(فاطمہ خاتون از قادیان دارالرحمت)

متفرقات

۱۔ حضرت ام المومنین سلمہا اللہ کی طبیعت عرصے سے ناساز چلی آتی ہے۔ خواتین جماعت احمدیہ اور مصباحی بہنوں کو بالخصوص چاہیئے۔ کہ ماہ رمضان المبارک میں جہاں اسلام و احمدیت کی ترقی اور خلافت کے ازدیاد اقبال و شوکت کی دُعائیں کریں، وہاں اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خیر و عافیت صحت و سلامتی کیلئے بالالتزام دُعا کرتی رہیں۔

۲۔ صاحبزادگان مرزا مظفر احمد صاحب و مرزا سعید احمد صاحب لنڈن سے مع الخیر واپس آچکے ہیں۔

۳۔ بہنوں کو چاہیئے کہ جلسہ سالانہ کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اور اپنے جلسے کی رونق بڑھانے اور اسکے لئے نیز مساجد و مہمان خانہ کیلئے چندے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لیں۔ م

بچوں کی پرورش اور والدین کی ذمہ واری

عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ والدین اپنے بچوں کی پرورش اس طریق پر نہیں کرتے، جس طریق پر کہ ہونی چاہیئے۔ ان کا بچوں کو صرف خوراک یا لباس دیکر بڑے کر دینا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ اور بہت سی احتیاطیں ہیں، جو ظاہراً تو معمولی ہیں۔ لیکن ہیں بہت ضروری۔ وہ ایسی احتیاطیں ہیں جنپر ہر بوڑھا، ہر جوان ہر امیر، ہر غریب عمل کر سکتا ہے۔ انپر عمل کرنے سے اگرچہ والدین کو شروع شروع میں تکلیف تو بہت ہوگی۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے بچے دُنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دینے والے اور ارادے کے پکے ثابت ہوں گے۔ ارادے کا پکا ثابت ہونا ہی ایک ایسی صفت ہے۔ کہ جسپر دُنیا کی تمام کامیابیوں کا انحصار ہے۔ اگر کوئی شخص ارادے کا پکا ہے، تو وہ جس کام کو بھی شروع کرے گا۔ مکمل کر کے چھوڑے گا۔ اور جس کام کا ارادہ کرے گا، کر کے چھوڑے گا۔ لیکن جو شخص ارادے کا پکا نہیں ہے۔ وہ ایک کام کو کرنے کا ارادہ کرے گا۔ ایک دو دن کے بعد اسکو ادھورا ہی چھوڑ کے دُوسرے کام کو شروع کر دیگا۔ جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ کوئی کام بھی پایہ تکمیل کو نہ پہنچا سکیگا۔ اور اصولاً وہ ہر جگہ ناکام ہی رہیگا۔ غرض لفظ ناکامی ایک ایسا منحوس اور فضول لفظ ہے۔ کہ جس کا منہ کوئی بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ پس اپنے بچوں کو اس سنسنی خیز لفظ سے بچانے کے لئے والدین کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ان کی اچھی طرح سے پرورش کریں؛

خدا تعالیٰ نے ایک شیر خوار بچے میں اتنی زیادہ حس تمیز رکھی ہے۔ کہ گو وہ زبان سے نہیں بول سکتا۔ لیکن اگر اس کی طرف غصے سے دیکھا جائے، تو وہ فوراً تاڑ جاتا ہے۔ کہ مجھے یہ اشارہ غصے سے کیا گیا ہے۔ اور وہ فوراً رونے لگ جاتا ہے۔ لیکن اگر اسی وقت اس سے پیار کیا جائے۔ تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔ اب یہ ایک ایسا جذبہ ہے۔ جس کا اندازہ وہ بچہ خود ہی لگا سکتا ہے۔ آپ یا دوسرے آدمی نہیں لگا سکتے۔ یا اگر لگائیں بھی تو کہہ دیں گے۔ کہ بھئی چھوٹا معصوم بچہ تھا۔ تیوری کو دیکھ کر ڈر گیا۔ لیکن نہیں یہ وجہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ کچھ اور ہے؛

اب ایک شیر خوار بچے کی ظاہری صورت دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ بچہ کن جذبات کا مالک ہے۔ لیکن خیر کن جذبات کا مالک ہی ہو، بہر حال اس کے دل و دماغ میں خدا تعالیٰ نے یہ

بات رکھ دی ہوتی ہے۔ کہ تو والدین پر جتنا بھی مان کرے کم ہے۔ تو ادھر اس کے معصوم دل میں ایک مان کا جذبہ ہوتا ہے۔ ادھر آپ اس کو غصہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو وہ دونوں کا مقابلہ کر کے حیران ہوتا ہے۔ کہ یا الٰہی یہ وہ ماں ہے جس پر مجھے اتنا مان تھا اور اب یہی مجھ سے اتنا خفا ہوتی ہے وہ یہ دیکھ کر اور کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن صرف رہ پڑتا ہے۔ اور اس کے ننھے دل پر ایک ٹھوکر سی لگتی ہے۔ جس کا اثر اس کی آئندہ زندگی پر ضرور پڑتا ہے لیکن ہم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے ؛

کچھ عرصہ کے بعد بچہ باتیں کرنی سیکھ لیتا ہے۔ اور چلنے پھرنے لگ جاتا ہے۔ تو اُس وقت اس کا وہی جذبہ بہت زیادہ بڑھ گیا ہوتا ہے۔ شروع شروع میں اس کو یہ نظر آتا ہے کہ یہاں کوئی ایسی چیز یا کوئی ایسا کام نہیں ہے جس کو میں نہیں کر سکتا ہوں یا میں نہیں لے سکتا ہوں۔ بس وہ اسی جذبہ کو لیکر والدین سے باتیں کرتا ہے۔ اور بعض اوقات کسی چیز کا مطالبہ بھی کر لیتا ہے۔ اس وقت عقلمند والدین یا تو اس کی وہ خواہش یا مطالبہ پورا کر دیتے ہیں یا پھر اگر وہ پورا نہیں کر سکتے، تو اس کو ایسی باتوں میں لے آتے ہیں۔ کہ اس کو وہ مطالبہ یاد ہی نہیں رہتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کا مان بدستور جاری رہتا ہے۔ اور اس کے ہر کام کو کر لینے کے جذبے میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا ؛

اس کے برخلاف وہ والدین جو ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے، وہ انکا ایسا ویسا مطالبہ سنکر ہی ڈانٹ ڈپٹ بتاتے ہیں۔ کہ جو جی ابھی سے ایسا مطالبہ کرتا ہے۔ تو خدا معلوم بڑا ہو کر کیا کریگا۔ اب اس بچارے بچے کو کیا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس چیز کا میں نے مطالبہ کیا ہے کیسی ہے۔ اچھی ہے یا بُری ہے۔ یا آیا میرے والدین کی اس کو مہیا کرنے کی حیثیت بھی ہے یا نہیں۔ یہاں پر تو والدین کی عقل کا سوال آجاتا ہے۔ کہ ان کو ایسے موقعوں پر کیا کرنا چاہیئے۔ جب بچہ اپنے مطالبے پر ڈانٹ ڈپٹ دیکھتا ہے۔ تو اس کے دل میں ایک اور خیال آسماتا ہے۔ اور وہ یہ کہ نہیں بھئی میں تمام کام اور اشیاء حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ کچھ ایسی بھی اشیاء ہیں جو کہ حاصل ہونی ناممکن ہیں۔ تو جب سے بچے کے دل میں یہ خیال سمایا کہ میں تمام نہیں حاصل کر سکتا۔ تو اُسی دن سے اس کی قوت ارادہ میں کمی ہونی شروع ہو گئی۔ اور اگر والدین کا سلوک اس کے ساتھ یہی رہے۔ تو سمجھ لیجئے۔ کہ اُس کے والدین اُس کی کشت زندگی میں ناکامی کا بیج بو رہے ہیں ؛

غالباً اس خیال کو مدِنظر رکھ کر گوتم بدھ کے والدین نے گوتم بُدھ کو بارہ سال تک محل سے باہر نہیں جانے دیا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ باہر کے لوگ اس کو کوئی ایسی بات کہہ دیں۔ جس سے اُس کی قوت ارادہ میں فرق آجائے۔ چنانچہ تواریخ

میں آتا ہے۔ کہ اس عرصے میں اس کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ آیا انسان دُنیا میں زندہ ہی رہتے ہیں یا فوت بھی ہو جاتے ہیں۔ تو بتانا مجھے یہ ہے۔ کہ اگر انسان اچھے طریقے سے ان کی نگرانی کرے۔ تو وہ حقیقت میں بہت بڑے انسان بن سکتے ہیں لیکن بہت کم والدین ہیں جو ان باتوں پر عمل کرتے ہیں ؛

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات بچے ایسا عجیب مطالبہ پیش کر دیتے ہیں کہ نا ہی وہ پورا ہو سکتا ہے، اور نہ ہی اس سے بچے کو ٹلایا جا سکتا ہے۔ مثلاً بعض اوقات بچہ کہہ دیتا ہے کہ اماں مجھے یہ چاند دے دو۔ بیشک یہ سوال عام صورت میں ایک مشکل اور لاجواب دکھائی دیتا ہے۔ اور یقیناً اکثر والدین بچے کے اس ناجائز اور ناممکن سوال سے اس کو پیٹیں گے۔ مگر نہیں اگر اس وقت وہ ذرا بھی اپنی عقل پر زور دیتے تو بآسانی اس کا مطالبہ پورا ہو سکتا تھا ؛

رامچندر جی مہاراج نے اپنے بچپن کے زمانے میں بالکل یہی مطالبہ کیا۔ تمام اُمراء۔ وزراء باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک رامچندر جی مہاراج کی نظر چاند پر جا پڑی۔ اور کہنا شروع کر دیا۔ کہ مجھے چاند دے دو۔ بہت کوشش کی گئی لیکن وہ اپنی ضد پر اسی طرح قائم رہے۔ اس وقت میں اُن کے والدین کے صبر کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اُنہوں نے بھی کمال بُردباری سے ان کو منانا چاہا لیکن مارا پیٹا نہیں۔ تو آخر ان میں سے ایک کو ایک ترکیب سُوجھی۔ اُس نے جھٹ ایک آئینہ میں چاند کا عکس ڈالکر کہا۔ لو یہ چاند آگیا۔ وُہ آئینہ کے ٹکڑے کو لیکر بہت خوش ہوئے۔ انکی ضد بھی پُوری ہو گئی اور دل پر اثر بھی کچھ نہ ہوُا۔ تو اس طریق سے اگر بچے کو ٹالا جائے۔ تو تمام قسم کی ضد پُوری کی جا سکتی ہے۔ لیکن عام طور پر والدین کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس کی ضد توڑنی چاہیئے کیونکہ یہ ابھی سے گستاخی کرتا ہے۔ لیکن وہ غلطی پر ہوتے ہیں۔ اصل میں بچہ گستاخی نہیں کر رہا ہوتا۔ بلکہ وہ اس ارادے کو پُورا کر رہا ہوتا ہے۔ جو اُس کے دِل میں سمایا ہوُا ہوتا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ بچوّں کو بالکل آزاد چھوڑ دو۔ بلکہ میرا اس کے کہنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس کو سمجھانا چاہیئے۔ کسی ایسے طریق پر کہ جس سے اس کا مان بالکل برقرار رہے ؛

اِس کے بعد بچہّ اور بڑا ہوتا ہے۔ سکول میں تعلیم حاصل کرنی شروع کر دیتا ہے۔ گھر کے کام کاج بھی اسی کے سپرد کر دئے جاتے ہیں۔ تو وہ گویا اپنے آپکو سمجھتا ہے، کہ مَیں بھی گھر میں کچھ حیثیت رکھتا ہوں۔ حتیّ الوسع کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ بچے کو خود مختار قرار دیا جائے۔ یعنی اس طریق پر کہ پہلے باپ خود بازار بچہّ کو لیکر کچھ عرصے تک جاتا رہے، تاکہ اُس کو معلوم ہو کہ خرید و فروخت کیسے کرنی ہے۔ پھر اس بچے کو کہا جائے۔ کہ

جاؤ فلاں چیز خرید لاؤ۔ جب وہ چیز لے آئے تو اس کو یہ نہ کہا جائے۔ کہ یہ تم کیا خرید لائے ہو اتنی مہنگی۔ یا اگر اس سے کسی قسم کا نقصان ہو جائے۔ تو اُس کو یہ نہ کہنا چاہیئے۔ کہ تُو تو بہت نقصان کرتا ہے۔ حالانکہ اُس بیچارے نے نقصان کوئی جان بُوجھ کر نہیں کیا ہوتا۔ اب اُسی وقت والدین سے خود اس سے زیادہ نقصان ہو جاتا ہے، تو ان کو کوئی نہیں کہتا کہ یہ تُو نے کیا کیا ہے۔ تو جب بچہ یہ حالات دیکھتا ہے۔ کہ جب آپ سے نقصان ہو گیا تو خاموش رہتے۔ اور جب مجھ سے ہو گیا تو خفا ہوئے۔ تو اِس سے بچہ کے دِل پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے ہاں باتوں باتوں میں وہ طریق سمجھا دینا چاہیئے۔ کہ جس سے آئندہ ایسا نقصان نہ ہو۔ باپ کیلئے ضروری ہے۔ کہ جب اس کا بچہ سمجھدار ہو جائے تو وہ اس کے ساتھ تنہائی یا گھر میں اچھی طرح سے آزاد ہو کر بات کرے۔ اسکے خیالات کو سُنے اور اپنے خیالات اس کو بتائے۔ تاکہ اگر وہ غلطی پر ہو۔ تو اصلاح ہو سکے۔ اُس کے یاروں دوستوں میں خود جا کر بیٹھے ان سے بھی اسی طرح تبادلہ خیالات کرے۔ اس کے کئی فوائد ہونگے۔ ایک تو بچہ اور یار دوست بالکل آزادی سے بات کرینگے۔ اور ان سے ہر قسم کی بات کہہ دیں گے۔ دُوسرے بچہ کی سیر و تفریح باپ کی موجودگی میں ہو جائیگی۔ اور لڑکے کو اپنے دوستوں کیساتھ پھرنے کا زیادہ وقت نہ ملیگا۔ اور نہ ہی اس کے چال چلن و اخلاق پر اثر پڑے گا۔ ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو اخبار میں شائع کرانیکا میرا مقصد یہ ہے۔ کہ چونکہ بچوں کی پرورش والدین کا فرض ہوتا ہے۔ اگر والدہ اچھی تعلیم یافتہ ہے۔ تو وہ یقیناً اپنے بچوں کی اچھی طرح سے پرورش کرے گی۔ لیکن اگر والدہ ان باتوں سے ناواقف ہے۔ تو شاید وہ میرے اِن خیالات سے فائدہ اٹھا سکے۔ سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ کو ایسی جماعت کی ضرورت ہے۔ جو صادق۔ ایماندار اور ارادے کی پکی ہو۔ اور جماعت بنانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگر بہنیں اس طرف توجہ کریں۔ تو بہت جلد کامیابی ہو سکتی ہے۔ نپولین کہتا ہے:۔

(give me a good mother and I will give you a good mation)

یعنی تم مجھے اچھی والدہ دو، اور میں تمہیں اچھی قوم دیتا ہوں۔ تو گویا والدہ وہ کام کر سکتی ہے۔ جس کی امیر المؤمنین کو ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو مجھ کو، میرے والدین کو۔ میرے دیگر رشتہ داروں کو اس بات پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ؎

والسّلام

خاکسار ایم۔ وائی کوکب (چوہدری) ولد منشی محمد اسمٰعیل صاحب قادیان)

غیبت

میری پیاری بہنو! مَیں آپ کے سامنے چند ایک باتیں جو کہ مَیں ضروری سمجھتی ہوں بیان کرنا چاہتی ہوں۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ آپ انہیں بڑے غور سے سنیں گی۔ اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گی ٭ اور جو مَیں بیان کرنا چاہتی ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اکثر بہنوں میں یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ جہاں دو چار مل بیٹھیں۔ لگیں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے۔ کوئی کسی کی نقل اُتار رہی ہے۔ اور کوئی کسی کی باتوں پر ٹھٹھا کر رہی ہے۔ کوئی کسی کے کپڑوں پر ہنس رہی ہے۔ غرض اگر کوئی تعریف کے قابل بھی ہو۔ تو بہنیں اُس کی اس قدر بُرائی کرتی ہیں کہ اجنبی بدظن ہو جاتا ہے۔ اور طرح طرح کے خیالات اپنے دل میں لانے لگ جاتا ہے۔ عموماً یہ غیبت جو عورتیں کرتی ہیں مرد شاذ و نادر کرتے ہیں۔

غیبت کرنے کا گناہ تو الگ ہے مگر اس سے جو فساد اُٹھتے ہیں، وہ بہت زیادہ ہیں۔ اکثر جسکی غیبت ہوتی ہے، اس کو بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ اور وہ پھر غیبت کرنے والوں کو خوب جی کھولکر بُرا بھلا کہتی ہے۔ ہوتے ہوتے نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے۔ اور سب میل ملاپ چُھوٹ جاتا ہے۔ خواہ مخواہ رنجش پیدا ہو جاتی ہے ٭

بس اے میری عزیز بہنو! جہاں تک ہو سکے غیبت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر کسی میں واقعی عیب ہو، تو چشم پوشی سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک انسان میں ضرور کوئی نہ کوئی عیب بھی ہوتا ہے۔ اگر آج ہم کسی کے عیب لوگوں پر ظاہر کرتے پھریں۔ تو کل دُوسرے لوگ ہمارے عیب ظاہر کر دیں گے۔ کیا آپ پسند کرتی ہیں۔ کہ آپکی پیٹھ پیچھے آپکی برائی کی جائے؟ ہرگز نہیں۔ تو ہم کیوں کسی بے خبر کی غیبت کرنے لگ جائیں۔ اور گناہ اپنے سر لیں۔ چاہیئے کہ کسی میں بُری عادت ہو اور آپ اس کی اصلاح کرنا چاہیں۔ تو اس کو الگ کر کے سمجھائیں۔ کہ بہن آپ میں یہ بُری بات ہے۔ اگر ایسا نہیں کر سکتیں۔ تو اس کے کسی خاص دوست یا رشتہ دار سے کہیں کہ آپکے فلاں دوست کی فلاں بات اچھی نہیں۔ اسکو کہیں کہ اس بات کو چھوڑ دے۔ اگر ایسا بھی نہیں ہو سکتا۔ تو بجائے بدنام و رسوا کرنے کے خاموشی اختیار کر لیں۔ اور اس کے حق میں اصلاح و نیک عادت اختیار کرنے کیلئے دعاؤں میں لگ جائیں۔ قرآن شریف میں غیبت کرنیکی مثال اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کیا تم پسند کرتے ہو۔ کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے۔ کہ غیبت کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ رسول مقبول

صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو سچ بولنے کی ہدایت فرما رہے تھے۔ مگر انہوں نے ایک سچ سے بھی منع کیا۔ یعنی غیبت سے۔ صحابہ نے فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ اگر وہ عیب کسی میں نہ ہو تو۔ تو فرمایا آپؐ نے کہ اگر وہ عیب کسی میں نہ ہو تو وہ بہتان بن گیا۔ اور بہتان باندھنے والوں کے لئے سخت عذاب ہے ؎

غیر احمدی تو خیر، مجھے تو احمدی بہنوں پر تعجب آتا ہے۔ کہ جب ایک دوسرے کی غیبت کرتی ہیں، نہ تو گناہ کا خیال کرتی ہیں۔ اور نہ آپس میں رنج و فساد کا۔ اگر کوئی بدصورت ہے، تو اس میں اس کا کیا قصور۔ اگر کوئی غریب ہے تو اس میں اس کا کیا بس۔ مَیں تب مانوں گی۔ کہ خوبصورت اپنا حسن بدصورت کے ساتھ بدل دے۔ یا امیر اپنی دولت غریب کے ساتھ بانٹ لے۔ جب ایسا کوئی نہیں کرتا ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو پھر ہم اپنے جیسے بے بس انسان کو کیوں عیب و شرم کا مجموعہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے سخت ناراض ہوتا ہے۔ اپنے حسن یا دولت یا علم پر کبھی غرور نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر سب بہنیں ان باتوں کی بجائے تبلیغ اور مذہب کی طرف متوجہ ہوں۔ تو کیا ہی اچھا ہو۔ خدا تعالیٰ بھی ہم پر خوش ہو۔ اب مَیں دعا کرتی ہوں۔ کہ خداوند کریم ہم سب کو ہدایت دے۔ اور اپنے خاص فضل و کرم سے غیبت اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطاء کرے ؎ آمین۔

(خاکسار صفیہ سلطانہ بیگم بٹ احمدی پرمیزی کیمبرج گورنمنٹ سکول

شذرات

کلکتہ کی منی بیگم

منی بیگم پہلے تو نواب میر جعفر خاں والئے بنگال کی زوجہ بابو بیگم کی خدمتگار رہی۔ پھر بابو بیگم کی لونڈی یا خادمہ بن گئی۔ اور ہوتے ہوتے اُس نے نواب پر اتنا جادو کیا۔ کہ وہ آخر کار اس کی چاہیتی بیگم بن گئی۔ نواب کے ہاں اس کے بطن سے دو صاحبزادے نجم اللہ اور سیف اللہ پیدا ہوئے۔ نواب میر جعفر کی وفات کے بعد وہ یکے بعد دیگرے گدی پر بیٹھے۔ لیکن ہر دو پانچ سال کے اندر اندر یعنی ۱۷۶۵ء سے ۱۷۷۰ء تک چل بسے۔ نواب نجم اللہ کی نظامت کے دوران میں منی بیگم نے نواب میر جعفر کی وصیت کے مطابق پانچ لاکھ روپیہ کی جاگیر لارڈ کلایو کو دے دی۔

ان ہر دو نوابوں کی وفات کے بعد نواب میر جعفر کا چھوٹا صاحبزادہ نواب مبارک اللہ جو کہ بانو بیگم کے بطن سے تھا۔ بنگال کی گدی پر بیٹھا۔ اور لارڈ وارن ہیسٹنگز نے منی بیگم کو اس کا ایجنٹ بنا دیا۔

کہا جاتا ہے۔ کہ جب وارن ہیسٹنگز بیگم صاحبہ کے علاقہ سے گذرا کرتا تھا۔ تو بیگم صاحبہ اسکے دسترخوان کے خرچ کیلئے دو سو پونڈ روزانہ ادا کرتی تھیں ؎

بیگم صاحبہ کے عزیز خواجہ سرا الماس نے نواب کے خانگی خزانہ کے ایک نائب داروغہ کو ملازمت سے برخاست کر دیا۔ اس پر وہ جیمز گرانٹ کے پاس جو کہ مرشد آباد کا اکاؤنٹنٹ تھا چلا گیا۔ اور اس کا ملازم بن گیا۔ تب اس منی بیگم کے خلاف غبن کا الزام لگانے کے لئے مسٹر گرانٹ کے سامنے نظامت کے حسابات پیش کئے۔ اس کے اندازہ کے مطابق نو لاکھ سے زیادہ روپیہ کے بیلنس کا حساب نہیں ملتا تھا۔ آخر کار مئی ۱۷۷۵ء میں منی بیگم کو اس کے اختیارات سے محروم کر دیا گیا۔ جب جرنیل کلیورنگ کی وفات کے بعد ہیسٹنگز کو دوبارہ اختیارات حاصل ہوئے۔ تو اس نے جھٹ منی بیگم کو بحال کر دیا۔ لیکن ڈائرکٹر صاحبان نے ہیسٹنگز کی کارروائی کو ناپسند کیا۔ اور بیگم صاحبہ کو دوبارہ معزول کر دیا۔

منی بیگم ۹۰ سال کی عمر میں ۱۰ جنوری ۱۸۱۳ء کو گذر گئی۔ اور جب اس کی لاش کو مقبرہ میں رکھا گیا تو گورنر جنرل نے اس کی عمر کا خیال رکھتے ہوئے فورٹ ولیم کی فصیلوں سے شام کے چار بجے ۹۰ توپیں چلانے کا حکم دیا۔ اور فصیل پر جھنڈا بھی سرنگوں کر دیا گیا۔

رامائن و مہابھارت اور ہندوؤں کی دیگر کتب مقدسہ پر ذرا غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں جو چیز رائج اور مذہباً فرض تھی وہ پردہ سے بدرجہا بدتر تھی۔ عورتیں سخت قید میں رہتی تھیں۔ اور محض شادی بیاہ یا سوئمبر یا جنگ یا قربانی یا آفت ناگہانی کے وقت انہیں باہر نکلنے کی اجازت تھی۔ سیتا اور دروپدی جیسی خواتین نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ ہوا اور سورج نے بھی ان کو کبھی بے پردہ نہیں دیکھا۔ ہندو شاستر جس پر ساری ہندو معاشرت اور مذہب کی بنیاد ہے۔ اس کے بانی مہانی منو نے صاف لکھا ہے۔ کہ گھر کے اندر بھی عورت خواہ بچہ ہو یا جوان یا بوڑھی آزادی سے کوئی کام نہیں کر سکتی۔ (آدھیائے ۵-اشلوک ۱۴۷) اور بچپن میں اُسے باپ کی اطاعت کرنی چاہئے۔ جوانی میں اپنے شوہر کی اور شوہر کے مرنے پر اپنے لڑکوں کی۔ (ادھیائے ۵-اشلوک ۱۴۸)۔

ذرا پورانوں کی طرف بھی نظر ڈالیں۔ اور دیکھیں کہ ان کتب مقدسہ کا کیا فتوےٰ ہے۔ برہمن پوران (ادھیائے ۱۲۲-اشلوک ۳۹) میں کلجگ کے بارے میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ اس زمانہ میں عورتیں اتنی بداطوار ہو جائیں گی۔ کہ بے پردہ باہر پھریں گی۔ اور اپنے بالوں کی آرائش کا شارع عام پر مظاہرہ کرینگی اور اپنے شوہروں اور بڑوں کی مخالفت پر کان نہ دھریں گی۔ (پرتاب)

جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم کی نظم اور حضرت خالد بی۔ اے آنرز (مولوی فاضل) کا مضمون اگلے مصباح میں شایع ہوگا

بڑی بڑی سلطنتوں کی آبادیاں

سلطنت برطانیہ	پچاس کروڑ
چین	چالیس کروڑ
روس	سولہ کروڑ
امریکہ	دس کروڑ ساٹھ لاکھ
جاپان	نو کروڑ
جرمنی	چھ کروڑ تیس لاکھ
اطالیہ	چار کروڑ تیس لاکھ
فرانس	چار کروڑ دس لاکھ
ہسپانیہ	تین کروڑ اٹھارہ لاکھ
رومانیہ	دو کروڑ

اسلامی سلطنتوں کی آبادیاں

ترکی	ایک کروڑ پینتالیس لاکھ
مصر	ایک کروڑ پچاس لاکھ
ایران	ایک کروڑ
افغانستان	ایک کروڑ
سلطنت سعودیہ	پینتالیس لاکھ
عراق	تیس لاکھ

دُنیا کے پانچ بڑے شہر

دنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے پانچ شہر ہیں۔ دنیا میں سب سے بڑا شہر لندن ہے۔ جسکی آبادی ۸۲۵۱۰۰۰ ہے۔ اس کے بعد نیویارک ہے جسمیں ۵۶۲۰۰۰۰ کی تعداد انسانوں کی آباد ہے تیسرا درجہ برلن کا ہے۔ جس کی آبادی چالیس لاکھ ہے۔ اس کے بعد پیرس کا نمبر ہے۔ جس کے رہنے والوں کی تعداد ۲۸۵۶۰۰۰ ہے۔ اور سب سے آخری بڑا شہر چیکاگو ہے۔ جس کے باشندے ۲۵۴۷۰۰۰ ہیں۔

کار آمد نسخے

قبض کشا گولیاں

مصطگی رومی ۱ تولہ۔ ایلوہ ۱ تولہ۔ عصارہ ریوند ۱ تولہ تینوں کو الگ الگ خوب باریک کر کے اور پھر باہم ملا کر تھوڑا سا پانی شامل کر کے جوار سفید کے برابر گولیاں بنائیں۔ ۳ گولی سے ۵ گولی تک رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ یکے بعد دیگرے کھاویں۔ بچوں کو حسب عمر دیں۔ معدہ تمام خرابیوں سے پاک ہوگا۔

منجن دنداں

بادام کے چھلکوں کو جلا کر نہایت اچھی طرح پیس لیں اور یہ اطمینان کر لیں۔ کہ اس میں نوکدار ٹکڑے موجود نہیں ہیں۔ بعد ازاں اس میں سولہواں حصہ صاف نمک اور بتیسواں حصہ مرچ سیاہ باریک پیس کر اور چھان کر ملا لیں۔ تھوڑا سا مشک کافور ملا لیں تاکہ ذائقہ اور خوشبو اچھی ہو جائے۔ ہتھیلی پر منجن لے کر دانتن یا برش سے استعمال کرنا چاہیئے۔ پھر پانی کی کلی لیکر منہ صاف کر لیا کریں۔

آنکھوں کیلئے لاجواب گولیاں

(مجرب)

پھٹکڑی بریاں ۶ ماشہ۔ نیلا تھوتھا بریاں ۶ ماشہ

مصری کوزہ ۶ ماشہ۔ عرق سونف سبز میں کھرل کرکے گولیاں بنالیں۔ بوقت ضرورت پانی میں گھس کر آنکھ میں صبح شام لگانے سے آنکھ دکھنا خارش و سرخی چشم۔ ہلکا جالا دھبولا کو آرام ہوتا ہے۔

ہاضم گولیاں

رائی ۲ تولہ۔ کالی مرچ ۲ تولہ۔ نمک سیندھا ۲ تولہ۔ ہیرا ہینگ ۶ ماشہ۔ ان کو باریک پیس کر پانی میں ڈال کر اگر موسم گرما ہے۔ تو ایک یوم۔ اور اگر موسم سرما ہے۔ تو دو تین یوم رکھے رہنے دیں۔ ترشی پیدا ہو جانے پر گولیاں بقدر نخود بنالیں۔ یہ گولیاں کھانا ہضم کرتی ہیں۔ درد پیٹ وغیرہ کیلئے مفید ہیں۔

داد اور خارش کیلئے مجرب گولیاں

سہاگہ۔ گندھک آنولہ سار۔ مصری کوزہ۔ نوشادر ہموزن لیکر کوٹ کر کپڑ چھان کرکے تین یوم تک پانی میں کھرل کر کے گولیاں بنالیں۔ اور بوقت ضرورت پانی میں رگڑ کر لیپ کریں۔

امراض چشم

(۱) نمک لاہوری کی سلائی بناکر آنکھوں میں روزانہ تین مرتبہ پھیرا کریں۔ جالا۔ پھولا رفع ہوگا۔ (۲) نوشادر باریک کھرل کرکے سفیدی دور ہو جاتی ہے۔ (۳) ہلدی کی گانٹھ کو خوب باریک لیموں کے رس میں بارہ گھنٹے کھرل کریں۔ یہ ممیرے کے مقابلہ کا نسخہ ہے۔ اس سے نگاہ کی کمزوری پھولا اور جالا م

سب دُور ہو جاتے ہیں ۞ (۴) گفت در ماشہ شہد سرمہ کر کے آنکھوں میں لگانے سے جالا، پھولا دُور ہو جاتا ہے ۞ (۵) بکائن کے بیجوں کی گٹھلی کا سرمہ بنا کر لگانے سے درد میں تسکین ہو جاتی ہے ۞

مشیر کشیدہ کاری

یہ تحفہ بیگمات جسمیں کشیدہ کے متعلق مختلف دل پسند خوشنما ڈیزائن اور نمونے ہیں۔ شیخ مولا بخش صاحب اینڈ سنز۔ تاجر احمدیہ چوک قادیان نے شایع کیا ہے۔ یہ شیخ خدا بخش صاحب ساجد نے جو کاتب اور سنگساز ہیں۔ بہت خوبصورت بیلیں اور پھول دئے ہیں۔ قیمت بجائے ایک روپیہ کے عمدہ کاغذ دس آنے فی جلد۔ معمولی کاغذ آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ — پتہ مذکورہ بالا سے منگوا کر فائدہ اٹھائیں

وصیت

۴۶۳۷ :- منکہ مہتہ عبدالرزاق قادیانی ولد بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی ساکن قادیان عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدایشی۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰/۳۶ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اسوقت میری ماہوار آمد بیس ۲۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اُس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۞

گواہ شد :- عبدالرحمن قادیانی بقلم خود ۞

العبد :- مہتہ عبدالرزاق قادیانی ۞

گواہ شد :- فضل حسین مینجر بک ڈپو قادیان ۞

مت پڑھیے!

نہیں تو آپ بھی فیسٹرین پر فریفتہ ہو جائیں گے

بیگم خواجہ جلال الدین صاحب عزیز منزل لاہور

سے تحریر فرماتی ہیں:۔ "فیسٹرین چہرے کیلئے سب سے بہتر کریم پائی گئی، مجھے فخر ہے، کہ ہندوستان میں بھی اس قسم کی چیزیں بننے لگی ہیں جو انگلینڈ اور یورپ کی دوائیوں کو مات کر دیں۔ فیسٹرین بلاشبہ بہترین کریم ہے۔ قادر مطلق اس اکسیر کے موجد کو سلامت رکھے۔"

فیسٹرین رجسٹرڈ

کیلوں چھائیوں، سیاہ داغوں، بھورے تلوں، درد، خارش لوکل مور وغیرہ چہرے اور جلد کی تمام بیماریوں کا سو فیصدی کامیاب علاج ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ اہل لاہور بیلی رام اینڈ برادرس اور شیخ عنایت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ انارکلی سے خریدیں؛

فیسٹرین سنو

دن کے سنگار اور محافظت حسن کیلئے خوشبودار فیسٹرین سنو سے بڑھ کر کوئی سنو نہیں۔ یہ جلد کو ملائم کرتی ہے۔ خوبصورتی کو بڑھاتی ہے۔ جلن کو دور کرتی ہے۔ فیسٹرین رجسٹرڈ کے ساتھ اس کا استعمال از حد مفید ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸/) محصولڈاک بذمہ خریدار؛

فیسٹرین آٹو

یہ روح پرور۔ جانفزا۔ فرحت بخش عطر ہماری تازہ ایجاد ہے۔ قیمت چھوٹا سائز آٹھ آنے (۸/) بڑا سائز ایک روپیہ (عہ)

عورتوں کی تندرستی کی محافظ

UTRONE

یوٹرون رجسٹرڈ

R.g.d.

طبقہ نسواں کی خاص بیماریوں کا واحد علاج ہے۔ یہ ایام ماہواری کی خرابیوں کو مثلاً کمی خون حیض۔ زیادتی حیض۔ بندش حیض۔ حیض کا درد یا تکلیف سے آنا۔ سیلان۔ رطوبت۔ ہسٹیریا۔ دباؤ گولہ۔ درد سر۔ درد کمر۔ درد پیڑو وغیرہ کا شرطیہ علاج ہے۔ یوٹرون رجسٹرڈ مستورات کے لئے بہترین مقوی ٹانک ہے۔ اور بے اولاد بیبیوں کو با اولاد کرنے میں اکسیر سے کم نہیں۔ خوراک قلیل۔ ذائقہ شیریں۔ قیمت دو روپیہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار؛

ملنے کا پتہ:۔ فیسٹرین فارمیسی مقام مکتسر فیروزپور پنجاب

پھول

پھول

مرسلہ :- زہرہ پروین از راولپنڈی

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔